

اقبال

شیخ محمد اقبال نام اور اقبال خلیص تھا۔ والد کا نام شیخ نور محمد تھا۔ ان کے آبا و اجداد کا تعلق کشمیری پنڈتوں کے ایک خانوادے سے تھا جس نے ایک مسلمان بزرگ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا تھا۔



اقبال 1877ء میں سیالکوٹ (ضلع لاہور، موجودہ پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ اردو کے علاوہ سنسکرت، عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں سے واقفیت حاصل کی۔ ایم۔ اے کرنے کے بعد کچھ دنوں اور نیٹل کالج اور گورنمنٹ کالج لاہور میں فلسفہ پڑھاتے رہے۔ 1905ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلینڈ گئے جہاں سے ہرٹسری کا امتحان پاس کیا۔ پھر جرمنی سے ایرانی تصوف کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ انگلینڈ میں اسلام کے موضوع پر کچھ لکچر دیے اور لندن یونیورسٹی میں کچھ ماہ تک عربی کا درس دیتے رہے۔ جولائی 1908ء میں لاہور واپس آئے اور ہائی کورٹ میں وکالت شروع کی مگر کچھ دنوں بعد یہ کام چھوڑ دیا۔ اپریل 1938ء میں طویل علالت کے بعد وفات پائی اور لاہور میں مزار بنانے حکومت نے زندگی میں ہی 'سر' کا اور عوام نے ان کی زبردست علمی و ادبی صلاحیت اور خدمات کی بنیاد پر 'علامہ' کا خطاب دیا۔

اقبال نے فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں شاعری کی ہے۔ نظمیں بھی لکھی ہیں اور غزلیں بھی لکھی ہیں۔ ان کی شاعری کے مجموعے اردو میں 'ہائیک دراز'، 'ہال جہر علی'، 'مغربی کلیم' اور 'ارمغان حجاز' کے نام سے شائع ہوئے ہیں۔ فارسی میں 'پیام مشرق' اور 'اسرار خودی' اور 'موزے خودی' ان کے مجموعے ہیں۔ ایک اہم کتاب 'تکبیل جدید الہیات اسلامیہ' بھی ہے۔

اقبال ایک ایسے شاعر ہیں جن کا کلام انڈو کے علاوہ دنیا کی دوسری زبانوں میں بھی شائع ہوا ہے اور اب تک ترجمہ ہو رہا ہے۔ ان کی شخصیت اور شاعری کے متعلق بیکروں کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور نئے نئے زاویوں سے ان کا مطالعہ کیا جا رہا ہے۔ اس کے باوجود ان کے بارے میں عام طور سے یہ مانا جاتا ہے کہ وہ صرف شاعر نہیں تھے بلکہ قوم کی اصلاح کرنے کا جذبہ بھی دل میں رکھتے تھے اور وطن کو انگریزوں کی غلامی سے آزاد کرانا چاہتے تھے۔ ان کی شاعری میں فکر و فلسفہ کا جو گہرائی ہے اس کا خاص سبب یہ ہے کہ وہ شاعری کے ذیل سے پیغام دینا چاہتے تھے۔ ان کی نظموں میں یہ صورت زیادہ نمایاں ہے مگر غزلیں بھی اس سے خالی نہیں ہیں۔ اس اعتبار سے غزل گوئی میں بھی اقبال کا ایک منفرد انداز ہے۔ خاص طور پر 'ہال جہر علی' کی غزلوں میں فکر و فلسفہ اور پیغام عمل کے ساتھ فنی حسن کا جو نمونہ ملتا ہے وہ بے مثال ہے۔

افسانہ

(۱)

کبھی اسے حقیقت منتظر! نظر آ لباسِ مجاز میں کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں
 تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے، ترا آئینہ ہے وہ آئینہ کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں
 نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی مرے جرمِ خانہ خراب کو ترے عفو بندہ نواز میں
 نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی نہ وہ غم ہے زلفِ ایاز میں
 جو میں سر بہ سجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
 ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

(۲)

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
 قناعت نہ کر عالمِ رنگ و بو پر چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں
 اگر کھو گیا اک نشیمن تو کیا غم مقاماتِ آہ و نغاں اور بھی ہیں
 تو شاہیں ہے پرداز ہے کام تیرا ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں
 اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا
 کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں

لفظ و معنی

حقیقت منظر	-	وہ سچائی جس کا انتظار کیا جائے
لباس	-	کپڑا، جامہ
مجاز	-	حقیقت کے برعکس، جس کی اصلیت نہ ہو، یہاں مراد دنیاوی ہے۔
جبین	-	پیشانی، ماتھا
نیاز	-	آرزو، تمنا، حاجت، التجا، انکسار، عاجزی، مسکینی
شکستہ	-	ٹوٹا ہوا، خراب اور بے رونق
آئینہ ساز	-	شیشہ بنانے والا، آئینہ گر
عفو	-	معافی، بخشش
بندہ نواز	-	غلام کو عزت دینے والا، مالک، مختار، حاکم
غزنوی	-	غزنی کا رہنے والا، سلطان محمود غزنوی کے لیے کنایہ کے طور پر آیا ہے۔
ایاز	-	بادشاہ محمود کے غلام کا نام تھا۔
سر بہ سجدہ ہونا	-	سجدے میں سر رکھنا، سر جھکانا
صدا	-	آواز
صنم	-	بت، مورتی، دل بر، معشوق
جہاں	-	دنیا
قتاعت	-	تھوڑی چیز پر راضی ہونا، جمل جائے اس پر خوش رہنا، صبر
عالم رنگ و بو	-	رنگ و بو کی دنیا، ہماری دنیا سے مراد ہے
نشین	-	آشیانہ، گھونسلہ
مقامات	-	جگہیں
آہ و فغاں	-	رونا پیٹنا، نالہ و فریاد، واہیلا کرنا
شاہیں	-	ایک سفید رنگ کا شکاری پرندہ جو آسمان میں اونچا اڑتا ہے اور گھونسلہ نہیں بناتا۔
پرداز	-	اڑان

روز و شب - دن رات

زماں و مکاں - وقت اور جگہ

آپ نے پڑھا

□ آپ نے علامہ اقبال کی دو غزلیں پڑھیں۔ جن کا انداز آپ کو عام غزلوں کے مزاج سے کچھ الگ لگا ہوگا۔

□ اقبال ایک ایسے شاعر ہیں جن کو کبھی فلسفی شاعر اور کبھی مصلح قوم یعنی قوم کو سدھارنے والا کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا

ہے کہ اقبال نے شاعری سے پیہری کا کام لیا ہے اور قوم کو راستہ دکھانے کا کام کیا ہے۔ ان دونوں غزلوں میں

آپ نے دیکھا ہوگا کہ اقبال نے عشقیہ جذبات یا واردات نہیں پیش کیے ہیں بلکہ ایک فلسفی اور مفکر کی طرح اظہار

خیال کیا ہے۔

□ پہلی غزل کا مطلع بہت مشہور رہا ہے۔ اسے یاد کر لیجیے۔ اس پوری غزل میں اقبال نے مسلمانوں سے خطاب کیا

ہے۔ وہ ظاہر کرتے ہیں کہ عشق الہی کی راہ میں کیا دشواریاں پیش آتی ہیں اور ان پر کیسے قابو پایا جاسکتا ہے۔ سجدہ

اگر خلوص سے ادا نہ کیا جائے، عبادت اگر سچے دل سے نہ کی جائے تو بے کار ہے۔ یہی اقبال کا پیغام ہے۔ وہ

دیکھتے ہیں کہ اب حسن اور عشق دونوں کا انداز بدل گیا ہے اور یہ صورت حال ان کو بے چین کر دیتی ہے۔

□ دوسری غزل کا مطلع بھی بہت مشہور ہے۔ وہ بہت سارے مواقع پر دہرایا جاتا ہے۔ اس پوری غزل میں اقبال نے

حرکت و عمل کا پیغام دیا ہے اور یہ احساس دلانا چاہا ہے کہ ایک کے بعد ایک منزل کی طرف بڑھتے جانا ہی کامیاب

لوگوں کی پہچان ہے۔

□ دوسری غزل پہلی غزل کے مقابلے میں زیادہ کھل اور رواں انداز میں لکھی گئی ہے۔ یہاں اقبال نے اپنے پسندیدہ

پندے 'شاہین' کی بڑائی بھی ایک شعر میں ظاہر کی ہے اور قوم کے نوجوانوں کو اس سے سبق لینے کی صلاح دی ہے۔

آپ بتائیے

1. شاعر اقبال نے اپنی غزلوں میں کس کو مخاطب کیا ہے؟

2. اقبال کی غزلوں کا انداز دوسرے شاعروں سے الگ کیوں ہے؟

3. اقبال کی غزل گوئی کا عام مزاج کیا ہے؟

4. 'ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں'۔ اس مصرع کا کیا مطلب ہے؟

5. اقبال اپنی غزلوں میں لکرو فلسفہ سے کیوں کام لیتے ہیں، عشقیہ مضامین کیوں نہیں بیان کرتے؟
8. سجدہ کرنے والوں کو کس طرح سجدہ کرنا چاہیے کہ ان کی نماز قبول ہو؟
7. غزنوی اور ایاز کا تذکرہ کر کے اقبال نے کس کی طرف اشارہ کیا ہے؟

مختصر گفتگو

1. اقبال کی پیدائش کہاں ہوئی؟
(الف) دہلی (ب) سیالکوٹ (ج) پانی پت (د) کراچی
2. اقبال کا انتقال کب ہوا؟
(الف) 1930ء (ب) 1935ء (ج) 1938ء (د) 1947ء
3. اقبال انگلینڈ کیوں گئے تھے؟
(الف) اعلیٰ تعلیم کے لیے (ب) نوکری کرنے کے لیے
(ج) سیر و تفریح کرنے کے لیے (د) ان میں سے کوئی نہیں
4. اقبال کا مزار کہاں ہے؟
(الف) کراچی (ب) لاہور (ج) اسلام آباد (د) ملتان
5. اقبال کے دو مجموعہ کلام کا نام بتائیے۔

تفصیلی گفتگو

1. اقبال کی غزل گوئی کی خصوصیات مختصراً لکھیے۔
2. اقبال کو شاعر مشرق کیوں کہا جاتا ہے؟
3. اقبال کی شاعری میں عشقیہ باتیں کیوں نہیں رہتی ہیں؟
4. اقبال کے حالات زندگی پر روشنی ڈالیے۔
5. اقبال کے اس شعر کی تشریح کیجیے۔
تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا ترے سامنے آسمان اور بھی ہیں
4. اقبال نے نوجوانوں کو شاہیں بننے کا مشورہ کیا، کیا سمجھا کر لکھیے۔

آئیے، کچھ کریں

1. اپنے استاد کی مدد سے اقبال کے بارے میں مزید معلومات فراہم کریں۔
2. اپنے اسکول یا علاقے کی لائبریری میں اقبال کی شاعری کے مجموعے تلاش کریں اور ان کا مطالعہ کریں۔
3. پتہ کریں کہ اقبال کی نظم 'ہمالہ' اور 'نیا سوال' ان کے کس مجموعے میں ہے؟
4. اقبال کی کوئی اور غزل یاد کریں اور دوستوں کے ساتھ مل کر اس کی صدا بندی کریں۔

جیل مظہری

جیل مظہری کا اصل نام میر کاظم علی تھا۔ وہ ستمبر 1904ء میں محلہ مغل پورہ پٹنہ سیٹی میں پیدا ہوئے تھے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ سلیمانہ پٹنہ سیٹی میں حاصل کی اور 1922ء میں تال تلہ ہائی اسکول کلکتہ سے میٹرک پاس کیا۔ کلکتہ سے ہی ایم۔ اے پاس کرنے کے بعد پٹنہ میں پبلسی افسر مقرر ہوئے۔ 1942ء کی ہندوستان چھوڑو تحریک میں شامل ہو کر استعفیٰ دے دیا۔ اور گرفتار ہوئے۔ رہائی کے بعد کچھ دنوں بمبئی کی فلموں میں گانے لکھے اور 1950ء سے پٹنہ یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں استاد ہو گئے جہاں سے دسمبر 1974ء میں ریٹائر ہو کر اپنے چھوٹے بھائی رضا مظہری کے ساتھ کلکتہ میں رہنے لگے۔ پٹنہ آنا جانا لگا رہتا تھا۔ 23 جولائی 1980ء کو بمبئی پور



(ضلع مظفر پور) میں انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

جیل مظہری کی پہلی نظم 'ماں کی بیٹی' تھی جو 1942ء کے آس پاس شائع ہوئی تھی۔ انہوں نے شاعری کی مختلف صنفوں مثلاً غزل، نظم، مرثیہ، مثنوی، رباعی اور قطعہ وغیرہ پر طبع آزمائی کی ہے۔ ان کی کتابوں کے کئی کئی ایڈیشن ہندوستان اور پاکستان کے مختلف اداروں سے شائع ہوتے رہے ہیں۔ انہیں 1974ء میں اردو ادب کی مجموعی خدمات کے اعتراف میں 'غالب ایوارڈ' حاصل ہوا۔ ملک کی مختلف اردو اکادمیوں سے بھی انعامات و اعزازات ملے۔ ان کی غزلوں کا پہلا مجموعہ 'فکر جیل' کے نام سے پہلی بار 1958ء میں پٹنہ سے شائع ہوا تھا۔ ان کی شاعری اور شخصیت سے متعلق بہت ساری کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ وہ ایک اہم دانشور اور شاعر تھے۔

جیل مظہری کی غزل گوئی میں عشقیہ جذبات کی پیش کش بہت کم ہے۔ ان کا مزاج فکری اور فلسفیانہ ہے جسے اقبال سے قریب کہا جاسکتا ہے۔ ان کی بعض غزلیں بے حد مشہور رہی ہیں اور ان کے انفرادی رنگ سخن کی آئینہ دار ہیں۔

ان کی غزل گوئی کے بارے میں اردو کے مشہور ناقد محسن الرحمن فاروقی کی یہ رائے قابل توجہ ہے:

..... ایک معصومیت اور حیرت یہ ہوتی ہے کہ انسان دنیا کو دیکھتا ہے، سمجھتا ہے اور

تب یہ سوچتا ہے کہ یہ کارخانہ کتنا عظیم الشان ہے اور اس کے پیچھے کیا کیا عوامل

کارفرما ہیں؟ جیل مظہری کا ذہن اسی حیرت اور اضطراب کا آئینہ ہے۔ خاص طور

پر ان کی غزل اسی کا آئینہ ہے۔

جیل مظہری کے شعری مجموعے 'نقش جیل'، 'عکس جیل'، 'آغا جیل' اور 'عرفان جیل' وغیرہ کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

ان کی مثنوی 'آب و سراپ' بھی بہت مشہور ہے۔ انہوں نے نثر نگاری بھی کی ہے۔

جھیل مظہری

(۱)

بقدرِ پیمانہ تخیل سرور ہر دل میں ہے خودی کا اگر نہ ہو یہ فریب پیہم تو دم نکل جائے آدمی کا
 ہے روح تاریکیوں میں حیراں، بجھا ہوا ہے چراغِ منزل کہیں سر راہ یہ مسافر، پتک نہ دے بوجھِ زندگی کا
 خدا کی رحمت پہ بھول بیٹھوں، یہی نہ معنی ہے اس کے واعظ وہ ابر کا منتظر کھڑا ہو مکان جلتا ہو جب کسی کا
 بس ایک احساسِ نارسائی، نہ جوش اس میں نہ ہوش اس کو جنوں پہ حالتِ ربودگی کی، خرد پہ عالمِ غنودگی کا
 جھیل حیرت میں ہے زمانہ، مرے تفرل کی مفلسی پر
 نہ جذبہِ اجتہائے رضوی، نہ کیفِ پرویز شاہد کی کا

(۲)

صبح خود بتائے گی، تیرگی کہاں جائے یہ چراغ کی جھولی روشنی کہاں جائے
 جو نشیب آئے گا راستہ دکھائے گا موڑ خود بتائے گا آدمی کہاں جائے
 ہاؤ ہو کی دنیا میں، ماؤ تو کی دنیا میں رنگ و بو کی دنیا میں سادگی کہاں جائے
 بے تعلقی مسلک ہو چکا ہے دنیا کا دوستی کہاں جائے، دشمنی کہاں جائے
 اب تو دھوپ آ پھٹی جھاڑیوں کے اندر بھی اب پناہ لینے کو تیرگی کہاں جائے
 بڑھ کے دو قدم تو ہی اس کی پیٹھ ہلکی کر یہ تھکا مسافر اے رہزنی کہاں جائے
 زخمِ دل تو کیا دو گے داغِ سجدہ ہی دے دو
 اب تمہاری چوکھٹ سے مظہری کہاں جائے

بیانہ	-	ناپنے کا آلہ، پلڑا، ترازو
تخیل	-	قیاس، تصور، خیال، سوچ
سرور	-	فرحت، خوشی، نشہ، خمار
فریب	-	دھوکا
پیہم	-	لگانا
سراہ	-	راستے میں
واعظ	-	فصاحت کرنے والا، وعظ کہنے والا
منتظر	-	انتظار کرنے والا، امیدوار، آس لگانے والا
رسائی	-	بکھج، خل، گذر، اس کا الٹا نارسائی ہوتا ہے۔
جنوں	-	دیوانگی، کسی چیز کی دھن، سودا
ربودگی	-	غموگی یا غفلت جو بیمار کو ہوتی ہے
خرد	-	عقل
غموگی	-	ادگھ، غمزد، خمار، نشہ
تغزل	-	غزل گوئی، عشقیہ مضامین بیان کرنا
مغاسی	-	غریبی، ناداری، محتاجی
اجہائے رضوی	-	جلیل مظہری کے ہم عصر ایک مشہور شاعر
پردیز شاہدی	-	جلیل مظہری کے ہم عصر ایک مشہور ترقی پسند شاعر
تیرگی	-	ناریکی، سیاہی، اندھیرا
نشیب	-	پستی، گہرائی، ڈھلان
ہاؤ ہو	-	شور و ہنگامہ، آہ، آہ، ہائے، درد اور کراہنے کی آواز
ماوتو	-	میں اور تم
مسک	-	راہ، راستہ، طریقہ، قاعدہ، دستور
رہزنی	-	لوٹ پات، ڈکیتی

آپ سے پڑھا

□ آپ نے جمیل مظہری کی دو غزلیں گزشتہ صفحات میں پڑھی ہیں۔ ان غزلوں کا رنگ عام عشقیہ غزلوں سے کچھ الگ ہے۔ ان میں کچھ فکر ہے، کچھ فلسفہ ہے۔ یہی جمیل مظہری کی غزل گوئی کا مزاج ہے۔

□ جمیل مظہری کی پہلی غزل کا مطلع بے حد مشہور رہا ہے۔ اس میں جمیل مظہری نے ایک عجیب و غریب نفسیاتی کیفیت کو پیش کیا ہے۔ اس دنیا میں ہر انسان اپنے آپ کو کچھ نہ کچھ اہم سمجھتا ہے اور کسی نہ کسی طرح سے خود کو ممتاز مانتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک مسلسل دھوکا ہے چونکہ انسان جتنا بھی بڑا ہو مگر بے وقعت ہے۔ جس کے سوچنے کا پیمانہ جس قدر چھوٹا یا بڑا ہے وہ اتنا ہی اس دھوکے میں مبتلا ہے۔

□ غزل کے دوسرے اشعار کا رنگ بھی فلسفیانہ ہے۔ اس میں بھی ایک سچائی کا اظہار ہے اور ساتھ ہی ان لوگوں پر طنز بھی ہے جو خود کچھ جدوجہد کرنے کی جگہ صرف تقدیر کے بھروسے رہتے ہیں۔ اس نکتے کو جمیل مظہری نے اس طرح سمجھایا ہے کہ اگر آگ لگ جائے تو اسے بجھانے کی کوشش کرنی چاہیے نہ کہ صرف خدا کی رحمت کے انتظار میں یہ سوچ کر کہڑا رہنا چاہیے کہ وہ بارش بھیج دے گا اور پانی سے آگ سرد ہو جائے گی۔

□ پہلی غزل کے مقطع میں جمیل مظہری نے اپنی غزل گوئی کے منفرد مزاج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے زمانے کے دو اہم شاعروں پر ویز شاہدی اور اجتبی رضوی سے اپنا مقابلہ کیا ہے اور انکساری سے کام لیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ نہ تو ان کے یہاں رضوی کی طرح جذبات کی فراوانی ہے نہ پرویز کی طرح کیف ہے۔

□ دوسری غزل بھی فکر اور فلسفہ سے بھری ہوئی ہے۔ خاص طور پر پانچواں شعر جمیل مظہری کے مخصوص مزاج کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس پر اقبال کے اثرات محسوس کیے جاسکتے ہیں۔ پہلی غزل کے مقابلے میں دوسری غزل کا انداز بیان سادہ اور عام فہم ہے۔

آپ بتائیے

1. جمیل مظہری کی کون غزل آپ کو زیادہ پسند آئی اور کیوں؟
2. جمیل مظہری کی ان غزلوں میں کیا خاص بات ہے جو انہیں دوسرے غزل گو شاعروں سے الگ کرتی ہے؟
3. جمیل مظہری کی غزلوں کے ادراکوں سے اشعار آپ کو یاد ہیں۔ اگر نہیں یاد ہیں تو اس انداز کے دوسرے شعرا کے اشعار سنائیے۔
4. انسان کے لیے صرف تقدیر پر بھروسہ کر کے بیٹھے رہنا کس حد تک درست ہے اور جمیل مظہری کا اس سلسلے میں کیا خیال ہے؟

5. ہر انسان خود کو بہت بڑا سمجھتا ہے، ہمارے لیے ایسا کرنا کس حد تک درست ہے؟

مختصر گفتگو

1. جمیل مظہری کی جائے پیدائش کہاں ہے؟
(الف) دہلی (ب) پٹنہ (ج) مظفر پور (د) کلکتہ
2. جمیل مظہری کا انتقال کہاں ہوا؟
(الف) پٹنہ (ب) کلکتہ (ج) دہلی (د) مظفر پور
3. جمیل مظہری کا پورا نام کیا ہے؟
(الف) میر کاظم علی (ب) مرزا احمد علی (ج) سید احمد علی (د) رضا مظہری
4. جمیل مظہری کی غزلوں کا پہلا مجموعہ کس نام سے شائع ہوا؟
(الف) فکرِ جمیل (ب) ذکرِ جمیل (ج) نقشِ جمیل (د) رقصِ جمیل
5. جمیل مظہری کی وفات کب ہوئی؟
(الف) 1904ء (ب) 1950ء (ج) 1980ء (د) 1985ء

تفصیلی گفتگو

1. جمیل مظہری کے احوال زندگی پر روشنی ڈالیے۔
2. جمیل مظہری کی غزل گوئی کی خصوصیات مختصراً لکھیے۔
3. جمیل مظہری کے درج ذیل شعر کی تشریح کیجیے:
اب تو دھوپ آنکھیں جھاڑیوں کے اندر بھی
اب پناہ لینے کو تیرگی کہاں جائے
4. جمیل مظہری کی پانچ کتابوں کے نام لکھیے۔

آئیے، کچھ کریں

1. اپنے استاد سے پوچھ کر جمیل مظہری کے بارے میں کچھ اور باتیں معلوم کریں۔
2. جمیل مظہری کا کوئی مجموعہ کلام اپنے اسکول یا علاقے کی لائبریری میں تلاش کر کے اپنی پسند کی کوئی غزل نوٹ کریں۔
3. پتہ چلائیں کہ جنگ آزادی میں جمیل مظہری نے کس طرح حصہ لیا تھا؟

بہگل عظیم آبادی

سید شاہ محمد حسن (عرف شاہ جھنڈو) نام اور بہگل خالص تھا۔ پٹنہ سٹی کی مناسبت سے خود کو عظیم آبادی لکھتے ہیں۔ 1900ء میں پٹنہ سے تقریباً تیس کیلو میٹر دور خسرو پور میں پیدا ہوئے۔ دو سال کی عمر میں ہی والد کا انتقال ہو گیا اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داری نانا سید شاہ مبارک حسین کے سر آ پڑی۔ انہوں نے مختلف جگہوں پر تعلیم کئے۔ لیے بھیجا مگر یہ زیادہ تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ البتہ اس زمانے کے عام دستور کے مطابق عربی اور فارسی کی اچھی خاصی تعلیم حاصل کی اور ابتدائے عمر سے ہی شعر و ادب کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ابتدا میں شاد سے اصلاح لی۔ اس کے بعد مبارک عظیم آبادی کے شاگرد ہوئے۔ 20



رجوان 1978ء کو طویل بیماری کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کا مجموعہ کلام 'حکایت ہستی' کے نام سے 1980ء میں شائع ہوا۔ بہگل کا دادیہالی اور نانیہالی رشتہ بہت اعلیٰ نسب بزرگوں سے ملتا ہے۔ ان کے خاندان میں بھی علم و ادب کا چرچا تھا۔ اس لیے بہگل نے دونوں ہی روایتوں سے اثرات قبول کیے اور ایک طرف اپنی غزلوں میں عشقیہ جذبات و واردات کو جگہ دی تو دوسری طرف روحانی عناصر کی طرف بھی متوجہ رہے۔ گویا عشق مجازی اور عشق حقیقی دونوں کا جلوہ ان کی غزلوں میں موجود ہے۔

بہگل کی ایک غزل جب آزادی کے حوالے سے بہت مشہور ہوئی جس کا مطلع ہے:

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے

دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

اس غزل کے بارے میں ایک عرصے تک یہ غلط فہمی رہی کہ یہ رام پرشاد بہگل کی ہے مگر اب شاد کی اصلاح کے ساتھ اس غزل کا عکس خود بہگل کی تحریر میں شائع ہو چکا ہے۔ لطیف جذبات و خیالات کے ساتھ ساتھ اسلوب کی سادگی، روانی اور برجستگی ان کی غزل گوئی کی امتیازی خصوصیات ہیں۔

بسمِ عظیم آبادی

(۱)

سرفروشی کی سحرنا اب ہمارے دل میں ہے دیکھنا ہے دور کتنا بازوئے قاتل میں ہے
 اے شہید ملک و ملت میں ترے اوپر ثار لے تری ہمت کا چرچا غیر کی محفل میں ہے
 آج پھر مقتل میں قاتل کہہ رہا ہے ہار ہار آئیں وہ شوق شہادت جن کے جن کے دل میں ہے
 وقت آنے دے دکھا دیں گے تجھے اے آسمان ہم ابھی سے کیوں بتائیں کیا ہمارے دل میں ہے
 اب نہ اگلے دلوے ہیں اور نہ وہ ارماں کی بھیڑ
 صرف مٹ جانے کی اک حسرت دلِ بیکس میں ہے

(۲)

تجھے خبر بھی ہوئی یا نہیں ہوئی اے دوست شبِ فراق جو ہم پہ گذر گئی اے دوست
 گلہ نہیں ہے مگر آگئی ہے بات پہ بات نگاہِ وقت پہ تو نے بھی پھیر لی اے دوست
 ہمیں غریب سمجھ کر اٹھا نہ محفل سے غریب لوگ بھی ہوتے ہیں آدمی اے دوست
 نفسِ نصیبوں کی کرتا ہے اور نیند حرام سنا سنا کے کہانی بہار کی اے دوست
 جلے چراغ سے پہلے چراغ جلتے تھے اب آدمی سے بھی جلتا ہے آدمی اے دوست
 ترے سوا نہ کوئی دوسرا نظر آیا خدا گواہ جہاں تک نظر گئی اے دوست
 کہاں تمام ہوئی داستانِ بیکس کی
 بہت سی بات تو کہنے کو رہ گئی اے دوست

سرفروشی	- دلیری، بہادری، جاں بازی
شہید	- خدا کی راہ میں قربان ہونے والا، عاشق، فدائی، قربان، مقتول
نثار	- صدقے، قربان، داری، فدا
مقتل	- قتل کرنے کی جگہ، جہاں قتل کیا جائے
حسرت	- کسی چیز کے نہ ملنے کا افسوس، ارمان، شوق، آرزو
شب	- رات
فراق	- جدائی
گلہ	- شکوہ، شکایت
نگاہ	- نظر
تفس	- جال، پھندا، پنجرہ، قید

آپ نے پڑھا

□ آپ نے گذشتہ صفحات میں نکل عظیم آبادی کی دو غزلیں پڑھیں۔ آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ دونوں غزلوں کا مزاج الگ ہے۔ اس کی ایک وجہ ہے۔ پہلی ایک طرف تو روایتی غزل گوئی کے پابند رہے ہیں اور ان کی تربیت ایسے ہی اساتذہ نے کی ہے جو غزل گوئی کی عام روایت سے وابستہ تھے۔ لیکن دوسری طرف پہلی نے اپنے زمانے کے ایک اہم انقلاب یعنی آزادی کی لڑائی سے بھی خود کو جوڑے رکھا تھا۔ اس لیے ان کی غزلوں میں دونوں ہی طرح کے جذبات ملتے ہیں۔

□ پہلی غزل کا مزاج ایک انقلابی اور وطن پرست شاعر کے موڈ سے ملتا جلتا ہے۔ شاعر وطن کی آزادی کے لیے لڑنے والوں کو سلام کرتا ہے، شہید ہونے والوں کو احساس دلاتا ہے کہ اپنے تو خیر اپنے ہیں ان کی ہمت کا چرچا غیروں اور دشمنوں کی محفل میں بھی ہے اور انہیں بھی ان شہیدوں کی جان بازی اور بہادری کا اعتراف ہے۔ شاعر ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اپنے اس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ قتل کرنے والوں کے بازو چاہے جتنے بھی مضبوط کیوں نہ ہوں، وطن کے لیے لڑنے والے وقت آنے پر ان کے دانت کھٹے کر دیں گے۔ شاعر خود بھی وطن کی راہ میں مٹ جانے کی حسرت لیے زندہ ہے۔

□ دوسری غزل میں غزل کی عشقیہ روایت سے جڑے ہوئے مضامین ہیں۔ محبوب کی بے وفائی کا شکوہ، اپنی محبت کا اظہار، نارسائی کا احساس اور یہ آرزو بھی کہ اپنی داستان سنانے کے لیے کچھ اور وقت مل جاتا مگر۔ یہاں گردشِ فلک کی چین دیتی ہے کسے انشا

آپ کا جواب

1. بسل عظیم آبادی کی پہلی غزل میں کس قسم کے جذبات کا اظہار ہے؟
2. بسل عظیم آبادی کی دوسری غزل میں کس طرح کے خیالات پیش کیے گئے ہیں؟
3. 'وطن پر جان دینے والے مرے نہیں امر ہو جاتے ہیں'۔ آپ اس بات کو ماننے ہیں تو مثالیں دے کر سمجھائیے۔
4. دوسری غزل میں بسل عظیم آبادی نے 'اے دوست' کہہ کر کس کو مخاطب کیا ہے؟
5. کیا شاعر کا یہ بیان درست ہے کہ اب آدمی سے بھی جلتا ہے آدمی اے دوست'۔ اگر ہاں تو کیسے؟

مختصر جواب

1. بسل عظیم آبادی کا پورا نام کیا تھا؟
- (الف) سید شاہ احمد حسن (ب) سید شاہ محمد حسن (ج) شاہ جھٹو (د) شاہ بسل
2. بسل عظیم آبادی کا انتقال کب ہوا؟
- (الف) 1975ء (ب) 1978ء (ج) 1980ء (د) 1985ء
3. بسل عظیم آبادی کے مجموعہ کلام کا نام کیا تھا؟
- (الف) رقص جمیل (ب) حکایاتِ ہستی (ج) رقصِ شرر (د) نقشِ جمیل
4. شاعری میں بسل عظیم آبادی کس کے شاگرد تھے؟
- (الف) شاد عظیم آبادی (ب) جمیل مظہری (ج) علامہ اقبال (د) عطا کا کوی
5. سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے
- بسل عظیم آبادی کی یہ غزل کس کے نام سے مشہور ہو گئی تھی؟

مختصر جواب

1. بسل عظیم آبادی کے حالات زندگی اختصار میں لکھیے۔

2. بھٹل عظیم آبادی کی غزل گوئی کی خصوصیات آپ کے خیال میں کیا ہیں؟

3. بھٹل عظیم آبادی کے اس شعر کی تشریح کیجیے۔

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

4. بھٹل عظیم آبادی کی نصاب میں داخل غزلوں میں سے کسی ایک غزل کے پانچ اشعار لکھیے۔

آنچے، پوچھ کر لیں

1. بھٹل عظیم آبادی کا مجموعہ کلام اسکول یا علاقے کی لائبریری میں تلاش کریں اور ان کی کوئی اور غزل یاد کریں۔

2. بھٹل عظیم آبادی کی پہلی غزل کی صدا بندی کریں اور کسی قومی تہوار کے موقع پر دوستوں کے ساتھ مل کر پیش کریں۔

3. اپنے استاد سے کچھ اور اردو شاعروں کے نام دریافت کیجیے جنہوں نے جنگ آزادی کے موضوع پر اشعار کہے

ہوں۔



گیت ہندی شاعری کی بہت ہی مشہور صنف ہے۔ اردو میں ہندی مزاج کی نمائندگی کرنے والی یہ صنف بہت پہلے سے رائج ہے۔ قلی قطب شاہ سے لے کر آج تک کئی شاعروں کے یہاں اس کے نمونے مل جاتے ہیں۔ یہ دراصل دیہات کے عوام کی معصوم دھڑکنوں کی ترجمانی ہے۔ کھیت کھلیان پر جاتے وقت مزدور کسان گنگاتے ہوئے اپنے دلوں کو تازگی بخشنے کے لیے جو نغمہ گاتے ہیں وہی گیت ہے۔ اس لیے گیت میں گانے کی کیفیت ہوتی ہے۔ گیت کی ایک خاص بات اور یہ ہے کہ اس میں ہندی کے نرم و نازک اور سہک روا الفاظ کا استعمال ہوتا ہے۔ بناوٹ کے اعتبار سے گیت کی ایک خاص پہچان ہے۔ اس میں پہلے مصرعے کا آخری لکرا ہر چوتھے مصرع میں بار بار دہرایا جاتا ہے۔

بیکل اتسای

اصل نام محمد شفیع لودی ہے۔ فلمی نام اور تخلص بیکل اتسای سے مشہور ہیں۔ ان کے والد کا نام خاں بہادر محمد حنیف خاں تھا۔ بیکل کی پیدائش 1928ء کو موضع گورڈو موال پور گونڈہ میں ہوئی۔ انٹرنس پاس ہونے کے بعد ادیب ماہر اور کامل مٹھی کی سند بھی لی۔ ہندی میں بھی ڈگری لی۔



انہوں نے غزلیں بھی کہی ہیں اور نظمیں بھی۔ لیکن بنیادی طور پر یہ گیت کے شاعر مانے جاتے ہیں۔ خوش گلوئی ان کا خاص وصف ہے۔ اس لیے مشاعروں میں بڑی اہمیت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

ان کے شعری مجموعوں میں نغمہ و ترنم، نشاط زندگی، سرور جاوداں، پرواہیں، کوئل کھڑے، بیکل گیت، غزل سائوزی، وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ بیکل اتسای ابھی بقیہ حیات ہیں اور ان کا ادبی سفر جاری ہے۔

گیت

گیت ہمارے سب کے لیے ہیں کیا اپنے کیا غیر
 ایک ہاتھ میں لیے لکاٹھا، ایک ہاتھ میں پانی
 سورگ جادے، نرک بجاوے اس میں کیا حیرانی
 ڈر لالچ ہیں ایسے پٹلے جن کے ہاتھ نہ پیر
 دھوپ چاندنی ترے کھلونے رات اور دن دستانے
 سورج تیری کرے چاکری دوج کھڑا پیتانے
 رمہ جائے تو بھیتر چاہے کر باہر کی سیر
 مندر، مہد، گر جا تیرے، تیرے ہیں گرد و دارے
 پھر تیرے گھر میں یہ کیسے قدم قدم بٹوارے
 ایک ہی تیرا رستہ جس میں ملیں حرم یا دیر
 موجوں پر بیٹھی ہے خدائی ساحل پر تنہائی
 ناپ رہی تیرے ساگر کی صدیوں سے گہرائی
 ڈوبنے والا من کہنا ہے اور ابھی کچھ تیر

کبیرا سب کی مانگے خیر
 کبیرا سب کی مانگے خیر
 کبیرا سب کی مانگے خیر
 کبیرا سب کی مانگے خیر

لفظ و معنی

غیر	-	اجنبی
خیر	-	بہتری، اچھائی
سورگ	-	جنت
نرک	-	نرک، دوزخ
بھیت	-	اندھ
حرم	-	کعبہ
دیہ	-	مندر
ساحل	-	کنارا (دریا کا سمندر کا کنارہ)
صدی	-	سوسال کی مدت

آپ نے پڑھا

□ بیگل اتسای کا یہ گیت پیٹ (محبت) کا پیغام دیتا ہے۔ اس گیت میں اپنے غیر سب کی خیر مانگی گئی ہے۔ شاعر نے بتایا ہے کہ مندر مسجد گر جا کر دودھارے سب خدا کے ہی گھر ہیں۔ ایسے میں ایک دوسرے کو الگ الگ ہانٹنے کا کام غلط ہے۔ سب انسان ایک ہیں۔ بس انسان کی بھلائی میں لگے رہو۔ ہندی کے مشہور شاعر کبیر اس نے اپنے دوہوں کے ذریعہ بھی یہی پیغام دیا ہے کہ کبیر اکھڑ بازار میں مانگے سب کی خیر۔

آپ بتائیے

1. شاعر نے کس کو ایسا پتلا کہا ہے جس کے نہ ہاتھ ہیں نہ جیر؟
2. کبیر اس کی خیر مانگتا ہے؟
3. حرم کی ضد کیا ہے؟
4. دھوپ کی ضد کیا ہے؟
5. دوہنے والا سن کیا کہتا ہے؟

1. بیگل اتسای کا اصل نام کیا ہے؟
2. بیگل اتسای کا سنہ پیدائش کیا ہے؟
3. بیگل اتسای کی شاعری کس صنف کے لیے زیادہ مشہور ہے؟
4. مصرع مکمل کیجیے۔
5. گیت ہمارے سب کے لیے ہیں کیا اپنے کیا غیر کیرا سب کی مانگے.....
جمع بنائیے۔
- غیر، خبر، عدد، موت، شریف

تفصیلی گفتگو

1. بیگل اتسای کے بارے میں جو کچھ جانتے ہیں لکھیے۔
2. کیرا سب کی مانگے غیر میں شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟
3. گیت سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
4. گیت کے پہلے بند کی وضاحت کیجیے۔
5. الفاظ ذیل کی ضد لکھیے۔
ہمارے، غیر، ایک، رات، باہر، حرم، گہرائی، سورج، سورگ

آئیے، کچھ کریں

1. بیگل اتسای کی شاعری سے اپنی واقفیت کا اظہار کیجیے۔
2. بیگل اتسای کے علاوہ گیت لکھنے والے کچھ اور شاعروں کا نام لکھیے۔

رباعی

چار مصرعوں کی ایک مختصر نظم کو رباعی کہتے ہیں جس کا پہلا دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ ہوتا ہے۔ تیسرے مصرعے میں عام طور پر قافیہ نہیں ہوتا ہے لیکن اگر شاعر چاہے تو تیسرے مصرعے میں بھی قافیہ کا استعمال کر سکتا ہے۔ پہلے دو مصرعے میں کسی بات کو پیش کرنے کی تمہید باندھی جاتی ہے۔ پھر تیسرے مصرعے میں بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کوئی ایسا پہلو سامنے لایا جاتا ہے کہ بے ساختہ ذہن اصل موضوع کی طرف راغب ہو جائے۔ اور تب جا کر چوتھے مصرعے میں نہایت ہی پرزور اور اثر انگیز طور پر حاصل مضمون کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ پڑھنے والے پر ایک ڈرامائی اثر قائم ہوتا ہے۔ یہ مصرعہ انتاز و دراز ہوتا ہے کہ مضمون کا سارا نچوڑ اس میں آ جاتا ہے۔ اور ایک خاص بات اس صنف کی یہ ہے کہ اس کا وزن مخصوص ہے۔ عام طور پر لا حصول ولا قوۃ الا باللہ کے وزن کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کچھ ارکان مخصوص ہیں ان کے بارے میں زیادہ جانکاری اعلیٰ درجات میں دی جائے گی۔

رباعی ایک مشکل فن ہے کیونکہ کسی بات کو صرف چار مصرعے میں اس طرح پیش کرنا کہ ایک وحدت تاثر قائم ہو کوئی آسان کام نہیں۔ اس کے باوجود رباعی ایک مشہور ترین صنف ہے۔ خاص طور پر فارسی شاعری میں اس صنف کو جو عروج حاصل ہوا وہ بے مثال ہے۔ عمر خیام کی فارسی رباعیاں پوری دنیا میں مشہور ہیں۔ اس کا ترجمہ دنیا کی کئی زبانوں میں ہو چکا ہے۔ سرمد بھی فارسی کے ایک مشہور رباعی گو شاعر ہیں۔

اردو میں رباعی کی روایت فارسی سے آئی۔ اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر قلی قطب شاہ کے یہاں بھی رباعیاں مل جاتی ہیں۔ اس وقت سے لے کر آج تک ہر زمانے میں شاعروں نے رباعیاں لکھی ہیں۔ ولی، میر، درد، سودا، مومن، آتش، ناسخ، غالب جیسے مشہور شاعروں کی رباعیاں بھی مشہور ہیں۔ اکبر الہ آبادی کی مزاحیہ رباعیاں تو بہت مشہور ہیں۔ حالیہ دور میں رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری کی رباعیوں کو کافی شہرت ملی ہے۔ یہاں اس کتاب میں تلوک چند محروم، جگت موہن لال روائے اور طلحہ رضوی برقی کی رباعیاں شامل کی گئی ہیں۔ آپ اسے پڑھ کر اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ رباعی میں کس طرح کی باتوں کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں مذہبی، اخلاقی، فلسفیانہ، عاشقانہ، زندانہ غرض کہ ہر طرح کے مضامین پیش کیے جاسکتے ہیں۔ رباعی میں حمد بھی پیش کی جاتی ہے اور نعت بھی کہی جاتی ہے۔

تلوک چند محروم

تلوک چند محروم اردو کے ایک مشہور و معروف شاعر ہیں۔ انھوں نے بے شمار نظمیں اور غزلیں لکھی ہیں۔ رباعی کی صنف میں تو انہیں مہارت حاصل تھی۔ ان کے کئی شعری مجموعے منظر عام پر آ چکے ہیں۔ 'کلام محروم' ان کا پہلا شعری مجموعہ ہے جو 1916ء میں شائع ہوا تھا۔ اس کے علاوہ 'سنگ معنی' کا روان دطن، نیرنگ معانی وغیرہ ان کے مشہور شعری مجموعے ہیں۔ 'رباعیات محروم' کے نام سے ان کی رباعیوں کا بھی ایک مجموعہ شائع ہو چکا ہے۔



محروم کی شاعری کا موضوع بنیادی طور پر انسان دوستی ہے۔ وہ ایک صوفی منش انسان تھے اور بلا تفریق مذہب و ملت تمام انسانوں سے محبت ان کا بنیادی عقیدہ تھا۔ انھوں نے وطن دوستی اور فطرت پرستی کے تعلق سے بھی بے شمار نظمیں لکھیں ہیں۔ سیاسی موضوعات پر بھی ان کی نظمیں مل جاتی ہیں لیکن جو بھی انھوں نے لکھا ہے ان سب میں کہیں نہ کہیں سے انسان دوستی اور قومی یکجہتی کا پیغام ضرور مل جاتا ہے۔ انسان دوستی اور انسانیت کو پروان پڑھانے کے لیے وہ یہ ضروری سمجھتے تھے کہ اس کے لیے بچپن سے ہی ایسی تربیت ضروری ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ انھوں نے بے شمار نظمیں بچوں کی ذہنی تربیت کے مقصد کو سامنے رکھ کر لکھی ہیں۔ جہاں تک غزلوں کا تعلق ہے اس میں ان کے صوفیانہ مزاج کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ اخلاق و کردار، محبت و غلو، فنا و بقا جیسے موضوعات ان کی غزلوں میں جگہ پاتے ہیں۔ ان کا انداز بیان نہایت سادہ عام فہم اور دلکش ہے۔

تلوک چند محروم کا تعلق پنجاب کے مشہور قصبہ گجراوالہ سے ہے۔ جہاں وہ سن 1887ء میں پیدا ہوئے تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد وہ درس و تدریس سے وابستہ ہو گئے۔ علم کی روشنی لوگوں تک پہنچانا ان کا پیشہ بھی تھا اور ان کا مقصد زندگی بھی۔ سن 1966ء میں ان کا انتقال ہو گیا لیکن ان کی شاعری کو آج بھی لوگوں میں قبولیت عام حاصل ہے۔

رباعیات

(۱)

ہر تن میں نہاں ہے جس نے بخشی ہے جاں
وہ روح رواں ہے جس نے بخشی ہے جاں
انسان کو احترام جاں ہے لازم
خود جان جہاں ہے جس نے بخشی ہے جاں

(۲)

انساں ہے تمیز نیک و بد سے انساں
ورنہ بدتر ہے دام و دد سے انساں
عقل محدود کا تقاضا ہے یہی
گزرے ہرگز نہ رہے حد سے انساں

(۳)

منظور نہ کر اپنے کیے کا الزام
ہے زحمت سر اپنے کیے کا الزام
انسان کو ابلیس سکھاتا ہے یہی
اللہ پہ دھر اپنے کیے کا الزام

(۴)

تہذیب وطن کی ترجماں ہے اردو
سرمایہ فن کی پاساں ہے اردو
ناثر اس کی لطافتوں پر ہیں نثار
محبوب دل سخن برداں ہے اردو

رباعی	- چار مصرعوں کی نظم جس کا پہلا دوسرا اور تیسرا مصرعہ ہم قافیہ ہو
قافیہ	- ایسے الفاظ جن کی آخری آواز ایک ہو۔ جیسے رات، ہات، گھر، ڈر وغیرہ
تفریق	- فرق کرنا
عام فہم	- جسے سب سمجھ سکیں
عروج	- بلندی، ترقی
حمد	- ایسی نظم جس میں خدا کی تعریف ہو
نعت	- ایسی نظم جس میں رسول اکرم کی تعریف ہو
مکمل	- پورا
تن	- بدن، جسم
نہاں	- چھپا ہوا
احترام	- عزت
لازم	- ضروری
تمیز	- فرق
دام	- پھندا، جال
زحمت	- تکلیف
سرمایہ	- دولت، پونجی
نثار	- قربان، نچھاور
ناثر	- نثار ہونے والا
دود	- درندہ، جانور
محدود	- جو حد کے اندر ہو، بہت کم
پاسان	- حفاظت کرنے والا، پہرہ دینے والا

آپ نے پڑھا

- رباعی چار مصرعوں کی ایک چھوٹی نظم ہے جس کا پہلا دوسرا اور چوتھا مصرع ہم قافیہ ہوتا ہے۔
- عمر خیام فارسی کے مشہور رباعی گو ہیں۔
- قلی قطب شاہ اردو کے پہلے صاحب دیوان شاعر ہیں۔
- قلی قطب شاہ سے لے کر آج تک ہر شاعر نے رباعیاں لکھی ہیں۔
- اکبر الہ آبادی کی مزاحیہ رباعیاں بہت مشہور ہیں۔
- فراق گورکھپوری اپنی رباعیوں کی وجہ سے مشہور ہیں۔
- تلوک چندم محروم، جگت لال روات، اور طلحہ رضوی برقی کی رباعیاں شامل نصاب ہیں۔
- تلوک چندم محروم پنجاب کے مشہور شہر گجراتوالہ میں 1887ء میں پیدا ہوئے اور 1966ء میں ان کا انتقال ہوا۔
- 'کلام محرم' تلوک چندم محروم کا پہلا شعری مجموعہ ہے جو 1916ء میں شائع ہوا۔ گنج معنی، کاروان وطن، اور نیرنگ وطن بھی ان کے مشہور شعری مجموعے ہیں۔
- 'رباعیات محروم' کے نام سے تلوک چندم محروم کی رباعیوں کا انتخاب بھی شائع ہو چکا ہے۔
- محبت و خلوص، اخلاق و کردار اور انسان دوستی ان کی شاعری کا موضوع ہے۔
- پہلی رباعی میں محروم نے بتایا ہے کہ انسانی جان کا احترام سب سے ضروری ہے۔
- دوسری رباعی میں کہا گیا ہے کہ انسان کو کبھی بھی کسی کام میں اپنی حد سے نہیں گزرنا چاہیے۔
- تیسری رباعی میں شیطانی دوسے سے بچنے کی تلقین کی گئی اور بتایا گیا ہے اپنے کیے کا الزام اللہ کی مرضی کو نہیں دینا چاہیے۔
- چوتھی رباعی میں اردو زبان کی تعریف بیان کی گئی ہے۔

آپ بتائیے

1. محروم کب پیدا ہوئے؟

(الف) 1885ء (ب) 1886ء (ج) 1888ء (د) 1890ء

2. ان میں سے کون سا شعری مجموعہ محروم کا نہیں ہے؟

(الف) گنج معنی (ب) لفظ و معنی (ج) نیرنگ معنی (د) رباعیات محروم

3. رباعی میں انسان کی تیز کس سے بتائی گئی ہے؟
 (الف) نیک و بد سے (ب) دام و در سے (ج) عقل محدود سے (د) مال و زر سے
4. اپنے کیے کا الزام اللہ پر دھرنے کو کون سکھاتا ہے؟
 (الف) انسان (ب) ابلیس (ج) حیوان (د) درویش
5. انسان کو کس کا احترام لازم ہے؟
 (الف) جان کا (ب) دولت کا (ج) شہرت کا (د) عزت کا

مختصر گفتگو

1. محروم کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
2. محروم کے دو شعری مجموعوں کے نام بتائیے۔
3. عمر خیام کس زبان کے شاعر ہیں؟
4. مزاحیہ رہاویوں کے لیے کون مشہور ہے؟
5. تلوک، چند محروم کا پہلا شعری مجموعہ کون سا ہے؟
6. محروم کا سال وفات کیا ہے؟
7. نیک کی ضد کیا ہے؟
8. مقصد کی جمع لکھیے۔
9. لفظ رباعی مذکر ہے یا مؤنث؟



تفصیلی گفتگو

1. رباعی کسے کہتے ہیں؟
2. محروم کی پہلی رباعی میں کیا بات کہی گئی ہے؟
3. اردو کے تعلق سے تلوک چند محروم نے اپنی رباعی میں کیا کہا ہے؟
4. محروم کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

5. معنی کے اعتبار سے لفظوں کو ملائیے۔

ربیع تکلیف

احترام چار

دام عزت

رحمت جال

آئیے، کچھ کریں

1. لائبریری جا کر تلوکہ چند محروم کی کتابوں کو پڑھیے۔

2. محروم کی دور ہائی جو نصاب میں نہیں ہے جن کو لکھیے۔

طلحہ رضوی برق



طلحہ رضوی برق کا اصل نام سید شاہ ناصر رضوی ہے۔ ان کے والد سید شاہ محمد قائم رضوی اپنے زمانہ کے مشہور شاعر اور خطیب تھے۔ قتل ادا نا پوری ان کا تخلص تھا۔ اس طرح شاعری طلحہ رضوی برق کو ورثہ میں ملی ہے۔ ان کی والدہ محمودہ خاتون بھی شاعرہ تھیں۔ برق اپنے نانیہال بچاواری شریف میں پیدا ہوئے۔ ان کا سال پیدائش سن 1938ء ہے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ خنیہ نعمانیہ دانا پور میں ہوئی پھر بلدیہ ہائی اسکول دانا پور سے انھوں نے 1950ء میں میٹرک پاس کیا۔ پڑھائی کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے انھوں نے 1962ء میں پٹنہ یونیورسٹی میں اردو میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی اور چین کالج آف آرٹس میں شعبہ اردو سے وابستہ ہو کر درس و تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے۔ یہاں تک کہ ویرکونر سنگھ یونیورسٹی کے صدر شعبہ کے عہدے تک پہنچ کر سبکدوش ہوئے۔ شعر و ادب کی خدمت کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔

طلحہ رضوی برق کا تعلق مشہور صوفی خانوادے سے رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری کا بنیادی موضوع اخلاق و تصوف ہے۔ مذہبیات سے ان کا گہرا تعلق ہے اور اس کے اثرات بھی شاعری میں دکھائی دیتے ہیں چنانچہ نعت گوئی کے لیے ان کی شاعری مشہور ہے۔ نعتیہ شاعری کے تعلق سے ان کی ایک کتاب بھی شائع ہو چکی ہے۔ ان کے کئی تنقیدی مضامین کے مجموعے بھی غور و فکر، نقد و تحسین اور ارزش ادب کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

برق بنیادی طور پر ایک شاعر ہیں۔ 'شائگان' اور 'مصابح خن' کے نام سے ان کے دو شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ حیات و کائنات سے تعلق رکھنے والی مختلف باتوں کو انھوں نے اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ ان کی غزلوں میں سادگی روانی اور بے ساختگی پائی جاتی ہے۔ انھوں نے نظمیں بھی لکھی ہیں۔ قطعہ تاریخ لکھنے میں بھی ان کو مہارت حاصل ہے۔ ان کی رباعیات بھی کافی اہم ہیں۔

(۱)

خد، جہل، حسد، بغض، عداوت کینہ
دل سینے میں علتوں کا ہے گنجینہ
ہے اس عجب نظر کو تاریکی سے
گم کیوں نہ ہو پھر ترقیوں کا زینہ

(۲)

ہر ست انسانوں کا ریلا کیا
افسوس کہ جاتا ہے اکیلا کیا
کیا آرزوئے متاع دنیا اے برق
رہنا ہی نہیں ہے جب جھمیلایا کیا

(۳)

لینے کے نہ دینے پڑیں پھر ایک دو
بے موقع و بے محل زہان مت کھولو
تقید کا حق رکھتے ہو بے شک لیکن
جب دیکھ لو تصویر کے ہر پہلو کو

(۴)

آواز اگر دیں تو توقف نہ کرو
نقصان بھی کچھ ہو تو تاسف نہ کرو
جھڑکو نہ اٹھیں بچھاؤ بازو جھک کر
ماں باپ کی خدمت میں کبھی اُف نہ کرو

برق	- بجلی
خطیب	- خطبہ دینے والا
ورثہ	- جو چیز خاندانی طور پر ملے
درس	- نصیحت، تعلیم
تدریس	- درس دینا، پڑھانا
کائنات	- دنیا
خدا	- ہٹ، خلاف، کسی چیز پر اثر جانا
جہل	- جہالت
بغض	- بد خواہی، دل میں دشمنی رکھنا
عداوت	- دشمنی
کینہ	- کسی کے خلاف دل میں بات بٹھالینا
علت	- سبب، وجہ، بکھیرا، روگ، بری عادت
زینہ	- سیڑھی
تاریکی	- اندھیرا
آرزو	- حمنّا
بے محل	- بے موقع
تنقید	- کھوٹے کھرے کی پہچان کرنا
توقف	- دیر، کچھ وقت لگانا
تاسف	- پچھتاوا، افسوس
گم	- کھو یا ہوا
حد	- کسی کی اچھائی دیکھ کر جلنا
انس	- لگاؤ، محبت

آپ نے پڑھا

- طلحہ رضوی کا پورا نام سید شاہ ناصر رضوی اور برق مخلص ہے۔
- برق کے والد قتیل دانا پوری اور والدہ محمودہ خاتون تھیں۔ دونوں شاعر تھے۔
- برق 1938ء میں پھلواڑی شریف میں پیدا ہوئے ان کا خاندانی سلسلہ پیروں کا تھا۔
- شاہزگان اور صاحبِ سخن برق کے شعری مجموعے ہیں۔
- غور و فکر اور نقد و تحسین برق کے تنقیدی مجموعے ہیں۔
- برق کی فنیہ شاعری بہت مشہور ہے انھوں نے قطعات اور رباعیات میں بھی طبع آزمائی کی ہے اور غزلیں بھی لکھی ہیں۔
- عشق و تصوف اور اخلاق و کردار ان کی شاعری کا بنیادی موضوع ہے۔
- ان کا انداز بیان سادہ سلیس اور اثر انگیز ہے۔
- پہلی رباعی میں انہوں نے بتایا ہے کہ حسدِ عداوت اور کینہ کی علت ہماری ترقی میں رکاوٹ ہے۔
- دوسری رباعی میں دنیا کے جھیلوں سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے اور کہا گیا کہ اس سے کیوں دل لگایا جائے جبکہ یہاں رہنا ہی نہیں۔
- تیسری رباعی میں کہا گیا ہے کہ تصویر کے ہر پہلو پر غور کیے بغیر کسی کی تنقید کرنا اچھا نہیں۔
- چوتھی رباعی میں ماں باپ کی خدمت پر زور دیا گیا ہے اور یہ حدیث بیان کی گئی ہے کہ ان کو اف تک نہ کہو۔

آپ بتائیے

1. برق کا اصلی نام کیا ہے؟
(الف) سید ناصر رضوی (ب) سید عین رضوی (ج) سید حسنین رضوی (د) سید مرتضیٰ رضوی
2. ان میں کون سی تصنیف برق کی ہے؟
(الف) فکر و نظر (ب) نقطہ نظر (ج) غور و فکر (د) نقد و نظر
3. برق کہاں پیدا ہوئے؟
(الف) منیر شریف (ب) پھلواڑی شریف (ج) بہار شریف (د) اجپہر شریف
4. برق کس عہدے سے سبکدوش ہوئے؟
(الف) صدر شعبہ اردو (ب) صدر شعبہ فارسی (ج) صدر شعبہ انگریزی (د) صدر شعبہ تاریخ

1. ہمیں کس کی خدمت میں آف نہیں کرنا چاہیے؟
 2. برق کے والدین کا نام لکھیے۔
 3. ہماری ترقی کا زینہ کیوں گم ہے؟
 4. برق کے دو شعری مجموعوں کا نام لکھیے۔
 5. برق کس سن میں پیدا ہوئے؟
 6. برق کا پہلا شعری مجموعہ کون سا ہے؟
 7. تصویر کے ہر پہلو کو پرکھ کر کچھ کہنے کا نام کیا ہے؟
 8. جو چیز مرجانے والی ہے اسے ہم کیا کہتے ہیں؟
- تفصیلی گفتگو

1. تنقید کیسے کرنی چاہیے؟
2. چوتھی رباعی میں کیا کہا گیا ہے؟ تفصیل سے لکھیے۔
3. دوسری رباعی میں شاعر نے کیا پیغام دیا ہے؟
4. برق کا تعارف چند جملوں میں کرائیے۔
5. ضد بتائیے۔

تاریکی، تو صیف، حسرت، نفرت، زمین

5. جمع بتائیے۔

درس، تعلیم، مذہب، شاعر، علم

آئیے، کچھ کریں

1. پھلواڑی شریف کہاں ہے؟
2. ہندوستان کے مشہور صوفی بزرگوں کے نام معلوم کیجیے۔
3. بہار شریف میں کس صوفی بزرگ کا مزار ہے؟



جگت موہن لال رواں



جگت موہن لال رواں اردو کے ایک مشہور شاعر گذرے ہیں۔ رواں ان کا تخلص تھا۔ انھوں نے بے شمار نظمیں غزلیں اور مثنویاں لکھی ہیں۔ رہائی کی صنف میں ان کو خاصی مہارت حاصل تھی 'رباعیات رواں' کے نام سے ان کی رباعیات کا ایک مجموعہ شائع ہو چکا ہے۔ ایک مثنوی بھی 'نقد رواں' کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے علاوہ 'روح رواں' کے نام سے ایک شعری مجموعہ بھی موجود ہے۔

رواں 1889ء میں اتر پردیش کے ایک شہر اٹاوا میں پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی بے حد ذہین اور محنتی تھے۔ شاعری کا ذوق بھی ان کو بچپن سے ہی مختار مختلف تعلیمی مراحل سے گذرتے ہوئے انھوں نے ایم اے اور ایل ایل بی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ اس کے بعد اٹاوا میں ہی وکالت شروع کر دی۔ اس پیشے میں انھیں بڑی شہرت اور کامیابی ملی۔

شاعری میں رواں کا ایک خاص انداز تھا۔ تلوک چند محروم کی طرح ان کی شاعری میں بھی اخلاق و کردار کی باتیں ملتی ہیں۔ اپنی شاعری کے ذریعہ انھوں نے اخوت و محبت، ہمدردی اور انسان دوستی کا پیغام دیا ہے۔ ان کی رباعیوں میں زندگی کے ہر پہلو پر اظہار ملتا ہے۔ اکثر و بیشتر وہ ناصحانہ انداز اختیار کر لیتے ہیں۔ ان کا اسلوب نہایت ہی سلیس اور عام فہم ہے۔

انھوں نے یہ کہ ان کی عمر نے ان کے ساتھ وفات کی۔ صرف 45 سال کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کا سال وفات 1934ء ہے۔

رباعیات

(۱)

یہ کیا کہ حیات جاودانی کیا ہے
پہلے دیکھو جہان فانی کیا ہے
اس فکر میں ہو کہ موت کیا شے ہے رواں
یہ بھی سمجھو کہ زندگانی کیا ہے

(۲)

افلاس اچھی نہ فکر دولت اچھی
جو دل کو پسند ہو وہ حالت اچھی
جس سے اصلاح نفس ناممکن ہے
اس عیش سے ہر طرح مصیبت اچھی

(۳)

دل تو نے دیا ہے ذوق غم خواری دے
جان دی ہے تو نفرت دل آزاری دے
تخلیق کی غایتیں تو پوری ہو جائیں
آنکھیں دی ہیں تو نور بیداری دے

(۴)

ہے گرم ہر اک سمت بازار فنا
ہے دار حیات سرسبز دار فنا
لیکن کیوں کر جہاں کو فانی سمجھوں
زہ کو بھی جب نہیں ہے قرار فنا

لفظ و معنی

دلکش	-	دل پسند، دل کھینچ لینے والا
سلیس	-	آسان
ناصحانہ	-	فصیحیت والا
حیات	-	زندگی
جادوئی	-	ہمیشہ رہنے والی
جہاں	-	دنیا
فانی	-	مر جانے والی
شے	-	چیز
اللاس	-	غربت
اصلاح	-	سداہار
نفس	-	سانس
عیش	-	آرام
ذوق	-	شوق
غم خواری	-	بہدردی، دوسروں کا غم دور کرنا
آزاری	-	تکلیف پہنچانا
مخلیق	-	پیدا آتش، بناوٹ
غایت	-	مقصد، غرض
نور	-	روشنی
بیداری	-	جاگنا
فنا	-	موت
دار	-	گھر، جگہ
قرار	-	سکون

آپ نے پڑھا

- رواں کا اصل نام جگت موہن لال تھا۔
- جگت موہن لال 1889ء میں پیدا ہوئے اور 1934ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔
- رباعیات رواں، روح رواں، جگت موہن لال کے شعری مجموعے ہیں اور نقد رواں ان کی مثنوی کا نام ہے۔
- پیشے سے رواں ایک مشہور وکیل تھے۔
- ان کی شاعری میں زندگی کے ہر پہلو پر اظہار ملتا ہے اور ان کا انداز دلنشین اور اسلوب عارفانہ ہے۔
- رباعی کی صنف میں ان کو مہارت حاصل ہے۔
- ان کی رباعیوں میں زندگی موت، اخوت، محبت اور انسانی دوستی کے موضوعات ملتے ہیں۔
- پہلی رباعی میں رواں نے یہ بتایا ہے کہ موت تو یقینی ہے اس کی فکر سے اچھے کہ زندگی کو بہتر بنانے کی فکر کی جائے۔
- دوسری رباعی میں ایسی دولت سے غربت کو بہتر بنایا گیا ہے جو انسان کے نفس کو مردہ کر دے۔
- تیسری رباعی میں انسانی زندگی کا مقصد دل آزاری سے نفرت اور دوسری کی غمخواری بتایا گیا ہے۔
- چوتھی رباعی میں کہا گیا ہے کہ سب چیز کو فنا ہے لیکن پھر بھی کسی کو اطمینان اور سکون نہیں ہے۔

آپ بتائیے

1. رواں کا اصل نام کیا ہے؟
(الف) جگت لال (ب) موہن لال (ج) جگت موہن لال (د) سوہن لال
2. رواں کا انتقال کب ہوا؟
(الف) 1936ء (ب) 1934ء (ج) 1932ء (د) 1935ء
3. تیسری رباعی میں شاعر کس چیز کی دعا نہیں مانگتا ہے؟
(الف) ذوق غمخواری (ب) نفرت دل آزاری (ج) نور بیداری (د) حسرت دل شادی
4. ہرست کس چیز کا بازار گرم ہے؟
(الف) فنا (ب) بھا (ج) حیات (د) ذرہ

1. رواں کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
2. رواں کے تین شعری مجموعوں کا نام بتائیے۔
3. مصرعہ کو پورا کیجیے۔
آکھیں دی ہیں تو..... دے
4. فنا کا مطلب کیا ہے؟
5. بقا کی ضد کیا ہے؟
6. رواں کس سن میں پیدا ہوئے؟
7. رواں کی رباعیات کے مجموعہ کا نام بتائیے۔

1. پہلی رباعی کا مفہوم لکھیے۔
2. کس عیش سے ہر طرح کی مصیبت اچھی ہے؟
3. رواں کے بارے میں چند جملے لکھیے۔
4. ضد بتائیے۔
فنا، حیات، جاودانی، نفرت، نور
5. جمع بتائیے۔
مرحلہ، اسلوب، اختیار، شے، غرض
6. معنی کے اعتبار سے لفظوں کا جوڑا بنائیے۔

عیش روشنی

غایت موت

نور شوق

ذوق آرام

قرار مقصد

فنا سکون

آئیے، کچھ کریں

1. لاہری ری جا کر جگت موہن لال رھوآں کی کتابوں کو پڑھیے۔

2. اناوہ کہاں پر واقع ہے۔ اتر پردیش کے نقشہ میں دیکھیے۔

قطعہ

قطعہ بھی رباعی کی طرح چار مصرعوں کی ایک مختصر نظم ہے جس میں کسی خاص خیال یا مضمون کو تسلسل کے ساتھ اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ ایک وحدت تاثر قائم ہو۔ یعنی پڑھنے والے کے ذہن میں وہ بات پوری طرح بیٹھ جائے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر رباعی اور قصیدہ میں کیا فرق ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ رباعی کا پہلا دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ ہوتا ہے لیکن قطعہ میں ایسا نہیں ہوتا اس کا صرف دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ ہوتا ہے۔ رباعی کے تیسرے مصرعے میں قافیہ کا استعمال نہیں ہوتا ہے جبکہ قطعہ کے پہلے اور تیسرے مصرعے میں قافیہ کا استعمال نہیں ہوتا ہے۔ ایسے بعض شعرا کے یہاں ایسے قطعات بھی مل جاتے ہیں جن کے چاروں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور بعض قطعات میں بالکل رباعی جیسی صورت دکھائی دیتی ہے۔ رباعی کے لیے چند وزن مخصوص ہیں۔ قصیدہ کے لیے کوئی وزن مخصوص نہیں ہے۔ رباعی میں صرف چار ہی مصرعے ہوتے ہیں۔ قطعہ میں چار سے زائد مصرعے بھی ہو سکتے ہیں۔

جہاں تک قطعہ گوئی کا تعلق ہے اردو شاعری کے ابتدائی دور سے ہی اس کی روایت مل جاتی ہے۔ اردو کے تقریباً سبھی بڑے شاعروں کے یہاں قطعات مل جاتے ہیں۔ حالیہ دور میں قطعہ گوئی نے باضابطہ ایک صنف کی حیثیت سے اپنی ایک امتیازی شناخت قائم کر لی ہے۔ اختر انصاری نے اسے صنفی حیثیت سے متعارف کرانے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ ان کے قطعات کے مجموعے کافی مشہور ہیں۔ احمد مدیم قاسمی کا نام بھی اردو قطعات کی تاریخ میں ایک الگ پہچان رکھتے ہیں۔ اکبر الہ آبادی کے مزاحیہ قطعات بھی خاصے مشہور ہیں۔

اختر انصاری

اختر انصاری اردو کے معروف قطعہ نگار ہیں۔ ان کا پورا نام محمد اختر تھا۔ ان کا تعلق قبیلہ انصار سے ہے جو محمد بن قاسم کے ساتھ ہندستان آیا اور اسی مناسبت سے انھوں نے اپنے نام کے آگے انصاری لگایا اور اپنا قلمی نام اختر انصاری رکھ لیا۔ اختر انصاری کی ولادت یکم اکتوبر 1909ء کو یوپی بدایوں میں ہوئی۔ اختر انصاری کے والد کا نام ڈاکٹر محفوظ اللہ تھا۔



ویسے تو اختر انصاری نے شاعری کے مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی ہے لیکن ایک قطعہ نگار کی حیثیت سے انھوں نے اپنی ایک امتیازی شناخت قائم کی ہے۔ 'نغمہ روح، ان کا پہلا مجموعہ کلام ہے۔ جس میں نظمیں، غزلیں اور قطعات شامل ہیں۔ خاص قطعات پر مبنی ان کا مجموعہ 'آگینے اور میزگی زمین' کے نام سے منظر عام پر آچکا ہے۔ قطعات کا ایک انتخاب 'پر طاؤس' کے نام سے بھی شائع ہو چکا ہے۔

اختر انصاری نے اپنے قطعات میں منظر نگاری اور جذبات نگاری کو پیش کیا ہے وہ مناظر فطرت کی بہت ہی لطیف عکاسی کرتے ہیں۔ تنوید اور غم انگیز جذبات کی ترجمانی میں ان کو مہارت حاصل ہے۔

اختر انصاری نے شاعری کے ساتھ ساتھ افسانے بھی لکھے ہیں اور تنقید نگاری کے میدان میں بھی اپنے جوہر

دکھائے۔

قطعات

ان آنسوؤں کو پکھنے دیا نہ تھا میں نے
کہ خاک میں نہ ملیں میری آنکھوں کے تارے
میں ان کو ضبط نہ کرتا اگر خبر ہوتی
پہنچ کے قلب میں بن جائیں گے یہ انگارے

قدم آہستہ رکھ کہ ممکن ہے
کوئی کونہل زمین سے پھوٹی ہو
یا کسی پھول کی کھلی سرودست
مرے خوابِ عدم کو لوٹی ہو

غمِ ماضی، غمِ حرام، غمِ دل اور غمِ دنیا
بھی طغیانی غمِ زندگی معلوم ہوتی ہے
مری ہستی پہ غم اس طرح چھایا کہ اب اختر
خوشی کی آرزو دیوانگی معلوم ہوتی ہے

دل کو برباد کیے جاتی ہے
غم بدستور دیے جاتی ہے
مرچکیں ساری امیدیں اختر
آرزو ہے کہ جنے جاتی ہے

خون بھر جام اٹھیلنا ہوں میں
 ٹیس اور درد جھیلتا ہوں میں
 تم سمجھے ہو شعر کہتا ہوں میں
 اپنے زخموں سے کھیلتا ہوں میں

لفظ و معنی

وحدت	- ایک ہونا، یکنائی
تاثر	- اثر قبول کرنا
صنف	- قسم (شعر و نظم میں فرق کے لیے اس لفظ کا خاص طور سے استعمال ہوتا ہے، اس کی جمع اصناف ہے۔
امتیازی	- ترجیحی، اپنے آپ میں الگ.....
شناخت	- پہچان
قنوطیت	- مایوسی
حرام	- محرومی، ناکامی
طغیانی	- دریا میں پانی کا چڑھاؤ، اچھال
ہستی	- زندگی
عدم	- غیر موجود

آپ نے پڑھا

- قطعہ رباعی کی طرح چار مصرعوں کی ایک مختصر نظم ہے عام طور پر جس کا دوسرا اور چوتھا مصرع ہم قافیہ ہوتا ہے۔
- اختر انصاری اور احمد ندیم قاسمی کے قطعات مشہور ہیں۔
- اکبر الہ آبادی نے مزاحیہ قطعات لکھے ہیں۔
- اختر انصاری کا نام محمد اختر تھا۔ وہ یوپی کے ایک شہر بدایوں میں 1909ء میں پیدا ہوئے۔
- اختر کے قطعات منظر نگاری اور جذبات نگاری کے لیے مشہور ہیں۔

□ آگینے اور ٹیڑھی زمین ان کے قطعات کے مجموعے ہیں۔

□ پہلے قطعہ میں بتایا گیا ہے کہ آنسوؤں کو ضبط کرنے سے دل میں انگارے سے پھوٹنے لگتے ہیں اس لیے تھوڑا بہت

آنسو بہنے دینا چاہیے۔ یہ الگ سی بات ہے کہ غم برداشت کرنا بہت بڑا ہنر ہے۔

□ دوسرے قطعہ میں زندگی کا ہر قدم پھونک پھونک کر رکھنے کی تلقین کی گئی ہے تاکہ نہ تو خود نہ کسی دوسرے کو نقصان

اٹھانا پڑے۔ دوسروں کی تکلیف کا خیال رکھنا سب سے ضروری ہے۔

□ تیسرے قطعہ میں یہ بتایا ہے کہ غم زندگی کی سب سے بڑی حقیقت ہے اور خوشی تو بس دیوانگی کا خواب ہے کبھی مل گئی

اچھا لگا نہیں تو بس غم ہی غم ہے جس کے ساتھ زندگی گذرتی رہتی ہے۔

□ چوتھا قطعہ آرزو کو زندگی کی سب سے بڑی قوت بتاتا ہے۔ اگر آرزو نہ ہو تو جینا محال ہو جائے۔

□ پانچویں قطعہ میں شاعر نے بتایا ہے کہ اس کی شاعری دراصل اسکے غموں کی ترجمان ہے۔

آپ بڑا پیچھے

1. اختر انصاری کی ولادت کس سنہ میں ہوئی؟

(الف) 1909ء (ب) 1907ء (ج) 1908ء (د) 1910ء

2. اختر انصاری کا مجموعہ کلام کون سا ہے؟

(الف) نغمہ سنگ (ب) روح نغمہ (ج) نغمہ روح (د) نغمہ دل

3. اختر انصاری کی پیدائش کہاں ہوئی؟

(الف) دلی (ب) لکھنؤ (ج) ہدایوں (د) عظیم آباد

4. ان میں سے کون سا مجموعہ اختر انصاری کا نہیں ہے؟

(الف) آگینے (ب) ٹیڑھی زمین (ج) ٹیڑھی کیر (د) نغمہ روح

مشہور گفتگو

1. اختر انصاری کے تین شعری مجموعوں کا نام لکھیے۔

2. قطعہ نگاری کے لیے مشہور دو شاعروں کا نام لکھیے۔

3. مصرعہ کو مکمل کیجیے

ع ہے کہ جیسے جاتی ہے

4. چار مصرعوں کی نظم جس کا دوسرا اور چوتھا مصرع ہم قافیہ ہوتا ہے، اسے کیا کہتے ہیں؟

5. چار مصرعوں کی نظم جس کا پہلا تیسرا اور چوتھا مصرع ہم قافیہ ہو اسے کیا کہتے ہیں؟

6. مزاحیہ قطعات کے لیے کون مشہور ہیں؟

7. ہدایوں کس صوبہ کا شہر ہے؟

سیلی گفتگو

قطعہ اور رباعی کا فرق بتائیے۔

اختر نے اپنے نام کے آگے انصاری کس مناسبت سے لگایا ہے؟

تیسرے قطعہ میں اختر انصاری نے کیا کہا ہے؟

دیے گئے الفاظ کے سامنے اخراجات سے ملائیے۔

وحدت امید

جود کثرت

وشی عدم

س غم

پے الفاظ کی جمع دی گئی ہے ان کے واحد بنائیے۔

است، امتیازات، احوال، الفاظ، مناظر

الفاظ سے ایسے جملے بنائیے کہ مذکورہ نمونہ پتہ چلے

، آرزو، پھول، وحدت، قدم

ریں



کے ایک مشہور شاعر کا نام جانئے جنہوں نے بے شمار فلمی نغمے لکھے ہیں۔
میں شامل دو قطعات کو یاد کیجیے۔



وَدے مآثرم

سجلام سفلام مل تیج شتیلام،

شسے۔ شریام لام مآثرم

وَدے مآثرم !!

شو بھر۔ چوتسنا۔ پلکست۔ یا میلم،

پھل۔ کو سو مست۔ ورم دل۔ شو بھیم

سو ہا سلیم، سو مدھر بھا سلیم،

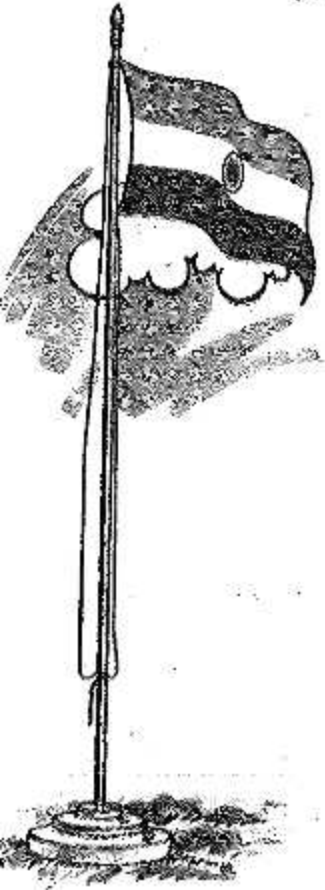
سو کھردام، وردام، مآثرم !!

وَدے مآثرم !!



DARAKHSHAN

(Urdu Textbook for Class-IX)



قومی ترانہ

جن گن من ادھینا یک جیہ ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا !
پنجاب سندھ گجرات مراٹھا
دراوڑ اُتکل بنگ !
وندھیہ ہماچل یما گنگا
اُچھل جل دھی ترنگ !
تو شجہ نامے جاگے،
تو شجہ آتش مانگے،
گاہے تو بے گاتھا !
جن گن منگل دایک جیہ ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا !
جیہ ہے، جیہ ہے، جیہ ہے
جیہ جیہ جیہ، جیہ ہے !



बिहार स्टेट टेक्स्टबुक पब्लिशिंग कॉरपोरेशन लिमिटेड, बुद्ध मार्ग, पटना-1
BHAR STATE TEXTBOOK PUBLISHING CORPORATION LTD., BUDH MARG, PATNA-1

मुद्रक : नेशनल प्रिंटिंग वर्क्स, कुन-कुन सिंह लेन, पटना-6